معرفت الٰہی: سب سے بڑی سعادت

ڈاکٹر حافظ کرناٹکی

خدا کو یاد کرنا اور کرتے رہنا ہر اہل ایمان کا فریضہ ہے، وہ بھلا کیا اور کیسا مومن ہوگا جو خدا کو بھول جائے۔ خدا کو یاد کرنے کے کیوں کر بہت سے طریقے ہیں، مگر ان میں سب سے افضل طریقہ نماز ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ پانچ وقت پابندی سے نماز ادا کرنے کے بعد انسان اپنے کو بھول جائے۔ کیوں کہ مومن کے دل کی دھڑکن میں خدا بستا ہے، اس کی تمام حرکات سے خدا کی یاد کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہو پاتا ہے جب بندہ خدا کی معرفت کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔ یہ ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا کی معرفت کی جستجو کرے کیوں کہ ہر انسان کی سعادت اور نیک بختی کا دارومدار خدا کی معرفت پر منحصر ہے۔ سچ پوچھیے تو آدمی کی سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی ہے اور عبادت و پرہیزگاری ہے اور یہ بات کہ انسان کی کامیابی اور سعادت بندگی میں پرھنا اور اقرار کرنا ایک طرح کا عہد نامہ ہے۔ جبکہ سورہ فاتحہ اس عہد نامہ کی توثیق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سورہ فاتحہ قرآن کریم کی ایک اہم ترین سورت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد نامہ اور ایک نہایت مؤثر دعا بھی ہے۔ اس سورت کی اہمیت یہ ہے کہ اسے پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی ہے۔ اس سورت میں حکمت و دانائی کا درس بھرا ہوا ہے۔ احکام خداوندی اور معرفت خداوندی کا یہ ایک نایاب گلدستہ ہے۔ اس کو اچھے سے سمجھ لینے کے بعد خدا کی معرفت حاصل کرنے کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ وسیع معانی اور دقیق حقائق کو اجاگر کرتا ہے۔ دنیا جہان اور موجودات و مظاہر اور جو کچھ نظر آتی ہے کو پیدا کرنے والے اصل مالک کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ خالق اور مخلوق کے رشتے کو مضبوط بناتا ہے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے کہ کون لوگ ناکام و نامراد ہیں اور کون لوگ کامیاب ہیں۔ دراصل اس سورت میں اس معاہدہ پر کاربند ہونے کا انسان وعدہ کرتا ہے؛ ''اے ہمارے پیدا کرنے والے ہمارے رب، روز جزا اور سزا کے مالک ہم صرف اور صرف تیری ہی بندگی کریں گے، اور صرف تجھ ہی سے مانگیں گے، ایسی بندگی جو صرف چند فرائض تک محدود نہ ہو، ایسی بندگی جو ایمان کی روح سے خالی نہ ہو، ایسی بندگی جو بوجھ نہ معلوم ہو، ایسی بندگی جس سے دل بیزار نہ ہو، ایسی بندگی جو خالص ہو، ایسی بندگی جو صرف اور صرف تیری ہو، ایسی بندگی جو خالص ہو اور دنیا کے تمام بہاروں سے بے نیاز کر دے، ایسی بندگی جو اپنے خالق حقیقی، مالک حقیقی سے جوڑ دے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی کا بنا کر رکھ دے۔ اس کے نام سے صبح ہو، اور اسی کے ذکر سے شب ہو، تنہائی میں قربت اور تیری موجودگی کا احساس دلائے اور بھیڑ میں یادوں سے غافل نہ ہونے دے، جب رنج و غم ڈھال کر دے تب بھی تیری محبت دل میں موجزن رہے۔ جب تنگ سے سخت ترین مصیبت کا سامنا ہو تو تیری محبت اور بندگی کا چراغ روشن نظر آئے۔ اور جب کامیابی اور خوشی بسمرآئے تو تیرے شکر کے جذبے سے دل معمور ہو جائے۔ انگنھیں روشن ہو جائیں، جب کسی سے کوئی معاملات کرنے کی ضرورت ہو، جب کچھ لین دین کرنے کی نوبت آئے جب کسی سے سلوک اور برتاؤ کرنا ہو تو پیش نظر صرف اور صرف تیری خوشنودی ہو۔ کاروبار زندگی کے ہر موڑ پر، ہر موقع پر، شادی ہو یا غم تیری رضا پیش نظر ہو، معاشرت کے مسائل ہوں کہ سیاست، اور سماج کے مسائل تیری ناراضگی سے بچنے اور بچ کنے رہنے کی آرزو شدید سے شدید تر ہو۔ اس دنیا میں اس روئے زمین پر ایسے انسانوں اور حد یہ کہ مسلمانوں کی بھی کمی نہیں ہے جو یہ سمجھتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے تمام اختیارات کا میں خود ہی مالک ہوں۔ یہ زندگی میری ہے، میں اسے جیسے چاہوں گزار سکتا ہوں، جو سمجھ چاہے کھا پی سکتا ہوں، پہن اوڑھ سکتا ہوں، اپنے من کی خوشی کے لیے جو طریقہ چاہے اختیار کر سکتا ہوں، کسی کو مجھے روکنے، ٹوکنے اور منع کرنے کا حق نہیں ہے در اصل یہ دو لوگ ہیں جو اللہ کی معرفت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اس کی معرفت کی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ انسان ہوتے ہوئے اور عقل و شعور رکھتے ہوئے بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات کے غلام بن جاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ وہ اپنے عادات و اطوار میں اتنے پختہ ہو جاتے ہیں کہ انہیں اسی طرح کے کاموں میں لطف آنے لگتا ہے۔ پھر دنیا کے چپک دمک اسے اس طرح اندھا کر دیتی ہے کہ اسے اللہ کی بتائے کسی طریقے میں لطف نہیں آتا ہے۔ دین حق کے بتائے کسی راستے پر چلنے میں مزہ نہیں آتا ہے۔ اور وہ دنیوی طرح اس کائنات کے خالق کو بھول جاتے ہیں۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ دنیا کے سائنسدان کوئی ادنیٰ سی چیز بناتے ہیں تو لوگ اس کا اعتراف کرتے ہیں، لیکن خود وہ جس کا ایجاد کردہ ہے، جس کا پیدا کردہ ہے اس پر اس کو ایمان لانے میں اسے یاد کرنے میں وہ سستی برتتا ہے۔ اسے بھلا دیتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو زمین کے چکر، ستاروں کی چال، ستاروں کے درمیان کے فاصلے کا علم رکھتے ہیں، سورج زمین سے کتنا دور ہے جانتے ہیں اور اسے ثابت بھی کرتے ہیں مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ کہ وہ خود اپنے رب سے کتنے دور ہو چکے ہیں۔ اس کے احکامات سے قدرتاً آشنا ہو چکے ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان کے متوالے ہیں، اللہ کی معرفت سے آگاہ ہیں وہ صرف اللہ رب العزت کے لیے ہے۔ جو سارے جہان کا خالق و مالک ہے۔ میں اس رب کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے انسان بنایا۔ عقل و شعور کی دولت بخشی، ایمان جیسی نعمت سے سرفراز کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔'' (البقرہ ۲۵۷)

اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے؛ ''سو جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔'' (الاعراف ۱۵۷)

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نور دینے والا ہے جسے آسانوں کا اور زمین کا، اس کے نور کی حالت عجیب، ایسی ہے جیسے فرض کرو ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ ہے اور وہ چراغ ایک قندیل میں ہے اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے اور وہ قندیل ایسا صاف شفاف ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو، اور وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتون کا درخت ہے۔ جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے۔ اس کا تیل اس قدر صاف اور سلگنے والا ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوے تو ہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود۔ خود جل اٹھے گا اور جب آگ بھی لگ گئی تو نور علیٰ نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اس نور تک جس کو چاہتا ہے راہ دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (النور ۳۵) اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت سے آگاہ کرنے کیلئے بندوں کو کئی طرح سے سمجھایا تا کہ وہ راہ راست پر آجائے اور گمراہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ چوں کہ نہایت رحم کرنے والا اور بے انتہا مہربان ہے اس قدر قدردانی فرماتا ہے کہ ان کے سارے اعمال کو اپنی مدد سے تعبیر فرماتا ہے، بندہ مومن کیلئے اس سے بڑھ کر دنیا میں اونچا مقام اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ اپنی مخلوق اہل ایمان کو اپنا مددگار کہتے ہوئے عزت سے نوازے۔

مختصر یہ کہ بندہ ہو کر معبود کا مددگار قرار پانا بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے کا مطلب اس کے دین کے غلبہ کیلئے اس کے رسول کی مدد ہے۔ اقامت دین اور اس کی جدوجہد کو اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی نصرت سے تعبیر فرمایا ہے۔ نبی کی متبرک قیادت میں چلنے والی تحریک کے عظیم و مقدس کارکنان نے اپنے قول وفعل سے اس کا جواب بھی دیا نحن انصار اللہ پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی اور جنگ احد کے پانچ سال بعد سن 8 ہجری میں مکہ فتح ہوگیا، اس طرح مکہ عرب سے شرک کا خاتمہ ہو چکا اور توحید کا پرچم پوری آب وتاب کے ساتھ لہرانے لگا۔ ہر طرف اور امن وسکون کی ٹھنڈی ہوا اُفیں، آج بھی یہ یقین دہانی ہمارے لیے حوصلہ بخشتا ہے کہ اللہ کی کاپی ہے، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی اقامت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حفاظت، سارے عالم میں امن وشانتی کا پیغام پہنچانے اور اللہ کے بندوں کو جہنم سے بچانے کیلئے کوششیں کریں تو پھر وہ دن دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ نظارے ،یدخلون فی دین اللہ افواجا ضرور دکھائے گا۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم نحن انصار اللہ کے معیار پر پورا اتریں۔ یہ کام پورے جذبہ، اخلاص وللّٰہیت کا متقاضی ہے۔

اے ایمان والو، اللہ کے مددگار بنو!

عبدالحفیظ اسلامی

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور رسولؐ کی رسالت کا اقرار کرنے کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص سے اللہ کا مطالبہ ہے کہ اللہ کے مددگار بنو یہ مدد کس طرح کی جائے اس کی مثال یوں کہ جس طرح حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار رہے؟ جواب میں حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں، اس طرح یہ بات تثلاذی گئی کہ دین کی اقامت میں اللہ کے نبی کی مددکرنا اللہ کی مدد کرنا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی دعوت و پچار پر ان کے چاہنے والے ، ان سے خالص محبت کرنے والے اور کسی طرح کا کھوٹ اپنے اندر نہ رکھنے والے حواریوں نے لبیک کہا اور بلا کسی جھجک ، بغیر کسی ملاوٹ کے صاف وشفاف طریقہ سے حضرت مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اور اللہ نے انہیں باطل پر غلبہ عطا فرمایا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو ایمان لائے تھے انہیں ایمان لانے والوں کے ہاتھوں مغلوب کردیا۔ مذکورہ آیت کریمہ سورہ صف کی آیت 14 کا ابتدائی حصہ ہے، جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے مددگار بنو۔ اس پوری سورۃ الصف میں جن باتوں کی طرف اشارات آئے ہیں اور جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ غالباً بلرِ احد کے متصل بعد نازل ہوئی ہے، ذرا ہم جنگ احد کے بعد کے حالات پر بھی سرسری نگاہ ڈالیں تا کہ اللہ کے لیے اٹھنے والی ہر تحریک معلوم ہو جائے کہ کن حالات سے قیام ہوتے و قارت نیکیوں کو فروغ دینے پر ائیوں اور ظلم وستم کو مٹانے اور اللہ کی مرضی کو اللہ کے بندوں اور اس کی زمین پر نافذ کرنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قیادت میں برپا ہونے والی تحریک آزمائش سے دوچار تھی۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں حق و باطل کی معرکہ آرائیوں میں معرکہ احد بھی بہت مشہور ہے۔ اسلام کا پہلا اور کامیاب معرکہ جنگ بدر ہے۔ اس میں مشرکین مکہ کے کئی بڑے بڑے سردار مارے گئے، جس کا بدلہ لینے کیلئے مشرکین مکہ پوری تیاری کے ساتھ 3 ہجری کی ابتدا میں مسلمانوں سے انتقام کی آگ اپنے سینوں میں لے کر تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور نبی کریمؐ بھی اپنے ایک ہزار صحابہ کو لیکر احد کیلئے نکل پڑے جن میں ایک ظاہری ایمان رکھنے والا عبداللہ بن ابی بھی تھا، لیکن مقام احد تک پہنچنے کے دوران عذر کرتے ہوئے اپنے تین سو ہمنواؤں کو لیکر واپس ہوگیا۔

اب صف (700) سات سو کی تعداد رہ گئی اور معرکہ احد گرم ہوا تو اسلامی لشکر کو کامیابی حاصل ہوئی، لیکن اس موقع پر چند لوگوں سے ایک بڑی سہو ہوگئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کا باعث تھی جس کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ ایک طرح سے ہار میں بدل گئی۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ کی طرف سے ایک غیبی نصرت مسلمانوں کو حاصل ہوئی کہ کفار کے اپنی جیتی ہوئی جنگ کو چھوڑ کر مکہ بھاگ گئے۔ اس طرح جنگ احد کے بعد مدینے میں عجیب حالات پیدا ہوگئے، ایک طرف یہ اہل ایمان تھے ، دوسری جانب ظاہری مسلمان اور تیسری جانب ضعیف الایمان ، لیکن جو تھوی الایمان جماعت صحابہ کی تھی وہ تو ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر اپنی جان عزیز خدا کی محبت اور اس کے رسول کی الفت میں لٹا دینے کو تیار رہا کرتی تھی۔ لیکن جن لوگوں کا ایمان ابھی کمزور تھا انہیں ، اسلام سے بددل کرنے کی کوششیں منافقین کی جانب سے کی جانے لگیں اور اس میں وہ کسی طرح کامیاب بھی ہوتے دیکھائی دے رہے تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نور اللہ مرقدہ نے اس سلسلہ میں یوں تحریر فرمایا۔ مسلمانوں میں جو لوگ کمزور ایمان والے تھے، وہ اس حادثہ سے بددل ہو گئے اور ان کی اس بددلی سے منافقین نے فائدہ اٹھا کر ان کے دلوں میں اسلام، اسلام کے مستقبل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مختلف قسم کے وسوسے بھرنے شروع کر دیئے۔ یہود کو بھی اس حادثہ سے بڑی شہ ملی وہ اور نو اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں سرگرم ہوگئے۔ قریش کو بدر کی شکست سے جو ضرب پہنچی تھی اس کا زخم گویا اس واقعہ سے مندمل ہوگیا اور وہ پھر یہ حوصلہ کرنے لگے کہ اسلام کو زک پہنچانی چاہئے ہے۔ جنگ احد کے ان حالات کے بعد سورۃ الصف میں اہل ایمان کے صالح اوصاف کی تعریف کی گئی اور عمومی طور پر ضعیف الایمان مسلمانوں کی تربیت کا سامان بھی کیا گیا اور پھر منافقین کے اعمال اور ان کے طرز عمل پر گرفت کی گئی۔ جنگ احد کے بعد چند حالات معلوم ہونے کے بعد ہم اب اصل بات کی طرف آتے ہیں، جو سورۃ الصف کی آخری آیت کریمہ 14 میں بیان ہوئی ہے جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کو تاکید کرتی ہے۔

اور پچھلی 13 آیات کریمہ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی کہ تغییر رب، دعوت توحید تبلیغ دین اور نور ہدایت کی شمع روشن کرتے ہوئے دنیا کو منور کرنے ؛ حق کے علمبرداروں کو اخلاص کی ضرورت ہے، کس طرح کی کوششیں منافقین کی جانب سے کی جانے لگیں اور اس میں وہ کس طرح کامیاب بھی ہوتے دیکھائی دے رہے تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نور اللہ مرقدہ نے اس سلسلہ میں یوں تحریر فرمایا۔ مسلمانوں میں جو لوگ کمزور ایمان والے تھے، وہ اس حادثہ سے بددل ہو گئے اور ان کی اس بددلی سے منافقین نے فائدہ اٹھا کر ان کے دلوں میں اسلام، اسلام کے مستقبل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مختلف قسم کے وسوسے بھرنے شروع کر دیئے۔ یہود کو بھی اس حادثہ سے بڑی شہ ملی وہ اور نو اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں سرگرم ہوگئے۔ قریش کو بدر کی شکست سے جو ضرب پہنچی تھی اس کا زخم گویا اس واقعہ سے مندمل ہوگیا اور وہ پھر یہ حوصلہ کرنے لگے کہ اسلام کو زک پہنچانی چاہئے ہے۔ جنگ احد کے ان حالات کے بعد سورۃ الصف میں اہل ایمان کے صالح اوصاف کی تعریف کی گئی اور عمومی طور پر ضعیف الایمان مسلمانوں کی تربیت کا سامان بھی کیا گیا اور پھر منافقین کے اعمال اور ان کے طرز عمل پر گرفت کی گئی۔ جنگ احد کے بعد چند حالات معلوم ہونے کے بعد ہم اب اصل بات کی طرف آتے ہیں، جو سورۃ الصف کی آخری آیت کریمہ 14 میں بیان ہوئی ہے جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کو تاکید کرتی ہے۔

اور پچھلی 13 آیات کریمہ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی کہ تغییر رب، دعوت توحید تبلیغ دین اور نور ہدایت کی شمع روشن کرتے ہوئے دنیا کو منور کرنے ؛ حق کے علمبرداروں کو اخلاص کی ضرورت ہے، کس طرح کی کوششیں منافقین کی جانب سے کی جانے لگیں اور اس میں وہ کس طرح کامیاب بھی ہوتے دیکھائی دے رہے تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نور اللہ مرقدہ نے اس سلسلہ میں یوں تحریر فرمایا۔ مسلمانوں میں جو لوگ کمزور ایمان والے تھے، وہ اس حادثہ سے بددل ہو گئے اور ان کی اس بددلی سے منافقین نے فائدہ اٹھا کر ان کے دلوں میں اسلام، اسلام کے مستقبل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مختلف قسم کے وسوسے بھرنے شروع کر دیئے۔ یہود کو بھی اس حادثہ سے بڑی شہ ملی وہ اور نو اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں سرگرم ہوگئے۔ قریش کو بدر کی شکست سے جو ضرب پہنچی تھی اس کا زخم گویا اس واقعہ سے مندمل ہوگیا اور وہ پھر یہ حوصلہ کرنے لگے کہ اسلام کو زک پہنچانی چاہئے ہے۔ جنگ احد کے ان حالات کے بعد سورۃ الصف میں اہل ایمان کے صالح اوصاف کی تعریف کی گئی اور عمومی طور پر ضعیف الایمان مسلمانوں کی تربیت کا سامان بھی کیا گیا اور پھر منافقین کے اعمال اور ان کے طرز عمل پر گرفت کی گئی۔ جنگ احد کے بعد چند حالات معلوم ہونے کے بعد ہم اب اصل بات کی طرف آتے ہیں، جو سورۃ الصف کی آخری آیت کریمہ 14

دل کی پاکیزگی

مولانا ابوبکر حنفی

اللہ تعالیٰ خالق حقیقی ہے اور اس کی صفت خالقیت کا مظہر اتم حضرت انسان ہے، جس کا وجود ہر ذرا وہے، ہر پہلو اور ہر جہت سے کمال خلقت کی تصویر کھلی دیتا ہے، چھوٹے سے انسانی وجود میں خالق احسن تقویم نے متنوع حقیقتوں کا ادراک کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھی ہے اور اس مقصد کے لیے مختلف اعضاء کی بیوندکری فرمائی ہے، ہر عضو انسانی کے بُنِ پردہ ایک ایسا حیرت انگیز نظام مستقل طور پر چل رہا ہے اور ایسا مکمل پیتل کام کر رہا ہے، جس کی بدولت وہ اعضاء الگ الگ نوعیت کے فوائد و نتائج مرتب کرتے ہیں، مثلاً ان آنکھ سے دیکھنا، کان سے سننا، ناک سے سونگنا، زبان سے چکھنا اور ہاتھ سے پکڑنا ہے، یہی آدم کے نحیف جسم کا حصہ بنے والے حواس ظاہرہ قسمہ میں یہ پانچ منفرد قوتیں ،قوت باصرہ ،قوت سامعہ ،قوت شامعہ ،قوت ذائقہ اور قوت لامسہ پیدا فرما کر باری تعالیٰ نے انسان کو اپنے وجود سے کامل نفع اٹھانے کا موقع فراہم کیا ہے اور ان پانچ مختلف طریقوں سے اس کے لیے علم کے حصول کی راہ ہموار کی ، یہی وہ علمی شان ہے جس کے سبب انسان مخلوقات کی سرداری کا اعزاز بخشا گیا اور اسے اشرف المخلوقات قرار دیا گیا۔ خلاق عالم نے اپنی لاریب کتاب میں انسانی تخلیق کو اپنی قدرت کا شاہکار قرار دیا اور اس نعمت کا اظہار فرما کر انسان کو اپنے ذکر اور شکر کی طرف متوجہ کیا ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: کیا ہم نے اس (انسان) کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے؟ (سورۃ البلد) دوسری جگہ ارشاد ہے: اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل عطاء کیے (سورۃ الاحقاف) قرآنی اسلوب سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان عظیم نعمتوں کا ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان ان اعضاء کا درست استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ملا بجالائے اور زبان سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور تقدیس وثناء کے کلمات ادا کر کے قولاً بھی اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرے، ورنہ یہی اعضاء قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن جائیں گے اور یہ ایسی گواہی ہوگی جس کو انسان جھٹلا بھی نہیں سکے گا ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: یہاں تک کہ جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان ، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں اسی ذات نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی ہے (سورۃ حٰمٓ السجدہ) تمام تر اعضاء انسانی میں جس عضو کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور جس کا انسانی مصروفیات میں مرکزی کردار ہے وہ دل ہے ، اس لیے کہ انسان جو بھی اچھا یا برا عمل کرتا ہے، اس سے پہلے اس کا تصور اور خیال آتا ہے اور خیال کی جگہ دل ہے، پھر دوسرے درجے میں دماغ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تدبیر کرتا ہے اور اس کا آخری درجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے اعضاء و جوارح سے عمل کرتا ہے، ہمارے عرف میں اس کو یوں تعبیر کیا جاتا ہے کہ ''دل جسم کا بادشاہ ہے''۔ حدیث نبوی آدم میں قلب انسانی کی اسی مرکزیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا: سنو! بلاشبہ جسم میں ایک حصہ ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے اور اگر وہ خراب ہے تو سارا جسم خراب ہے، سنو! وہ دل ہے (متفق علیہ ، بروایت حضرت نعمان بن بشیرؓ) انسان کے سینے میں موجود دل کتنا اہم عضو ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ دل خلاء دینا تعالیٰ کا گھر ہے ، اس میں قادر مطلق ذات بستی ہے ، حدیث قدسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: میں آسمان اور زمین میں نہیں سما سکتا ، البتہ مؤمن کے دل میں سما جاتا ہوں (سنن دارمی) اب اگر کوئی شخص دل کو شیطانی وساوس اور غلط خیالات سے آلودہ کرے گا تو اندازہ کیجئے! کہ وہ کتنی بڑی جسارت کر رہا ہے، ہم اپنے گھر کو کتنا صاف ستھرا رکھتے اور آلودگی سے بچاتے ہیں لیکن خدا کے گھر کو کس دیدہ دلیری سے ناپاک کر دیتے ہیں، یہ ہمارے لیے مقام عبرت ہے۔ قلب کی پاکی کے بہت سے اسباب ہیں، غیر محرم عورتوں کا خیال لانا، اپنے زخم میں خود کو بڑا تصور کرنا، خود پسندی میں مبتلا ہونا، کسی کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچنا اور عبادت میں ریا وکد وغل ، دینا وغیرہ سب امور ایسے ہیں جن سے دل پر زنگ کا رنگ لگ جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں وہ معرفت الٰہی کے سمجھنے کے سمجھنے معنوں میں جذب نہیں کر پاتا ، اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ دل میں سختی پیدا ہو جاتی ہے، ہدایت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور عبادت میں جی نہیں لگتا ہے۔ جب دل کی اسی حالت ہو جائے تو اس وقت فوراً اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے اور اس معاملے میں بالکل غفلت سے کام نہیں لینا چاہیے، اس سلسلہ میں دو کام کرنے چاہئیں ، ایک یہ کہ ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' کا کثرت سے ورد کرے ، کیونکہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ہے (متفق علیہ) دوسرا یہ کہ استغفار کا اہتمام کرے کیونکہ دل کی صفائی میں استغفار بہت زیادہ معاون ثابت ہوتا ہے، ایک مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھیجیے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، اسی طرح دل کو بھی زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی صفائی کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا: استغفار (معارف الحدیث) اگر انسان مجلس کتابوں میں مشغول رہے اور تو بہ کا اہتمام نہ کرے تو اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤمن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ تو بہ کرے، باز آ جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر وہ (گناہ میں) بڑھتا چلا جائے تو وہ دھبہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے (سنن ترمذی)

اسلام میں پیڑ پودوں کی اہمیت اور ماحولیاتی مسائل کا حل

ندیم احمد انصاری

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ جہاں انسانوں اور دوسرے جان داروں کو اور بہت سی نعمتوں سے نوازا گیا ہے، وہیں اسے سازگار ماحول بھی عطا کیا گیا اور ایسی چیزیں پیدا کی گئیں جو کثافتوں کو جذب کر لیتی ہیں اور مختلف انواع آلودگیوں سے ماحول کو بچاتی ہیں۔ انسانی زندگی اور انسان کو مطلوب جان دار اور بے جان وسائل کی حفاظت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان ماحولیات کا تحفظ کرنے کا اہتمام کرے اور ایسی چیزوں سے بچے جو فضاء، زمین، پانی وغیرہ میں آلودگی کا باعث بنتی ہیں۔ موجودہ تیز رفتار صنعتی ترقی سے پہلے جنگلات کی کثرت اور مظاہر قدرت سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کے باعث آلودگی کا مسئلہ اتنا اہم نہیں تھا، لیکن اب کارخانوں کی کثرت، صنعتی فضلات کی نکاسی کے مناسب انتظام سے غفلت، آبادی کا پھیلاؤ، آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا بے دریغ استعمال، جنگلات کی بے تحاشہ کٹائی، دریاؤں میں فضلات کا بہاؤ، سواریوں اور مشینوں کا استعمال اور اس طرح کے مختلف اسباب کی وجہ سے ماحولیات میں عدم توازن پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ آلودگی بڑھ رہی ہے اور اس کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریاں اور مشکلیں جنم لے رہی ہیں۔ یہ وہ صورت حال ہے جس نے پوری دنیا کو فکر مند کر رکھا ہے۔ کہیں گرمی کی شدت ہے تو کہیں بارش کی بے قاعدگی کا مسئلہ درپیش ہے۔ آکسیجن کی قلت ہمارے سامنے کھڑا ہے، وہ بھی اسی کی احاطہ کرتی ہے، اس سلسلے میں بھی اس نے ہماری رہنمائی کی ہے ، جیسے پانی میں استنجا کرنے سے منع کیا گیا، شجرکاری کی ترغیب دی۔ یہاں تک کہ بلا وجہ درخت کاٹنے اور بلند آواز تک کو پسند نہیں کیا۔ جو چیزیں دھواں چھوڑنے والی ہوں، ان کو ضرورت پوری ہونے کے بعد بجھا دینے کی ہدایت دی گئی۔ یہ اور اس طرح کی بہت سی تعلیمات ہیں، جو صراحتاً یا اشارتاً قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں اور ان کی بنیاد پر فقہائے اکابامات مستنبط کیے ہیں۔

اسلام کی نظر میں درخت لگانے اور کاشت کاری کی بڑی اہمیت ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے اور جب اٹھ کر جاتا ہے تو زمین میں اس کی دوڑ دھوپ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس میں فساد پھیلائے اور فصلیں اور نسلیں تباہ کرے، حالاں کہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اس آیت کے ذیل میں علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ یہ آیت زمین میں ہل چلانے اور اس میں فصل کاشت کرنے اور زمین میں درخت لگانے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ زراعت اور کھیتی باڑی پر ابھارنے کے لیے ہے اور طلب نسل سے مراد چوپاؤں اور جانداروں کی نشوونما اور ان کو بڑھانا ہے اور اسی سے انسان کی قوت وطاقت مکمل ہوتی ہے۔ حضرت جابر سے روایت ہے ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے کوئی پودا لگایا تو اس درخت سے جو کھایا گیا وہ اس کے لیے صدقہ ہے ، جو اس سے چوری کیا گیا وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے، اور جو درندوں نے کھایا وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے اور کوئی اسے کم نہیں کرے گا مگر وہ اس پودا لگانے والے کے لیے صدقہ کا ثواب ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ام مبشر انصاریہ کے پاس ان کے باغ میں تشریف لے گئے ۔ رسولؐ نے ان سے فرمایا: یہ باغ مسلمان نے لگایا ہے یا کافر نے؟

انھوں نے کہا: مسلمانوں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کوئی پودا لگائے یا کھیتی کاشت کرے اور اس سے انسان یا جانور یا کوئی بھی کھائے تو اس کے لیے صدقے کا ثواب ہوگا۔ حضرت جابر بن عبداللہ ہی کی ایک روایت میں اس طرح ہے: میں نے رسول کو فرماتے ہوئے سنا کہ پودا لگانے والا درخ